



حضرت خلیفۃ المسیح الرابع
ریۃ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع
اَیَّدَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی

مولانا دوست محمد شاہ مؤرخِ احمدیت

احمد اکیڈمی ریلوے

بہار آئی ہے اس وقتِ غزالِ میرے
لگے ہیں مچھولے میرے بوستانِ میرے
(دُرّ شینے)

ہو ایمیں تیرے فضلوں کا منادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَجَ الْإِنْعَادِي

(دُرِّ ثَبِيح)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۞ نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ
وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

مختصر سوانح قبل از خفت سلا

نہایت پیارا نام

عربی زبان میں طاہر کے معنی پاک و صاف، ستھرا، منستہ،
بے عیب، عقیف اور مقدس کے ہوتے ہیں (المعجم الاغظم لسان العرب)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نام اس درجہ پیارا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے اپنے تیسرے بیٹے کا نام طاہر رکھا (ابن ہشام) حضرت
مولانا عبید اللہ صاحب بسمل نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ارجح
المطالب فی مناقب علی ابن ابی طالب کے ص ۵۵ پر اپنی یہ تحقیق درج
کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ چہارم، شیر خدا حضرت
علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ایک نام الطاہر بھی ہے۔ حضرت ابن اثیر
نے اُسد الغابہ میں ایک بزرگ صحابی طاہر بن ابی ہالہ کا ذکر فرمایا ہے

جو اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ کے خاندان میں سے تھے اور جنہیں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے ایک علاقے کا گورنر بھی مقرر فرمایا تھا۔
علاوہ ازیں اسلامی لٹریچر سے ثابت ہے کہ گزشتہ چودہ صدیوں
میں مدینہ، حضرموت، یمن، مصر، حمص، ٹیونس، بغداد، الجزائر، خراسان،
قزوین، طبرستان، بخارا، ہمعان، سندھ اور دکن میں اس نام کی
بہت سی نامور شخصیتیں گزری ہیں۔ یہ مشاہیر اُمت مفسر، محدث،
فقیہ، صوفی، مؤرخ، قاری، نحوی، ادیب، حساب دان، طبیب،
سپہ سالار اور بادشاہ غرض کہ ہر طبقہ سے تعلق رکھتے تھے (مجموع
المؤلفین از عمر رضا کمالہ "المجد فی اللغۃ والاعلام" "دائرہ معارف اسلامیہ"
شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ "قاموس المشاہیر" از نظامی بدایونی "فقہائے
ہند" از محمد اسحق بھٹی)۔

حال ہی میں مزید تحقیق سے یہ انکشاف بھی ہو رہا ہے کہ مہدی موعود کے
ایک فرزند کا نام طاہر ہو گا۔

اس پیش گوئی کا ذکر مشہور شیعہ محقق علامہ الحاج مرزا حسین طبرسی
نوری (ولادت ۱۲۵۴ھ تا وفات ۱۳۲۰ھ) نے اپنی کتاب "النجم الثاقب" کے صفحہ ۴۱۲ پر
کیا ہے :

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی ولادت آپ کے ننہال اور ۱۹۲۸ء کی اہمیت

دین حق کی نشاۃ ثانیہ کے موجودہ دور میں یہ پیارا نام ایک ایسے خدائے وجود سے وابستہ ہوا ہے جو آسمانِ روحانیت کے برجِ چہارم پر ہمیشہ مہتاب بن کر چمکتا رہے گا۔ میری مراد جماعتِ احمدیہ کے موجودہ امامِ ہمام سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ہے جو موعودِ آخر الزمان حضرت اقدس کے پوتے اور حضرت مصلح موعود کے نحتِ جگر اور آپ ہی کی جُبو اور آسمانی صفات و برکات کا ظلّ و عکس ہیں۔ آپ حضرت مصلح موعود کے حرمِ ثلاث حضرت سیدہ اُمّ طاہرہ مریم بیگم صاحبہ کے بطنِ مبارک سے ۱۸ دسمبر ۱۹۲۸ء بمطابق ۵ رجب ۱۳۴۷ھ کو پیدا ہوئے۔ (الفضل ۲۱ دسمبر ۱۹۲۸ء ص ۱)

آپ کے نانا حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کلر سیدان تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے ایک مشہور خاندانِ سادات کے چشم و چراغ تھے جن کا شجرہ نسب متعدد واسطوں کے ساتھ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ احمد علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ رابع حضرت علی المرتضیٰ اسد اللہ الغالب تک پہنچتا ہے۔ آپ کے پڑنا نانا سید گل حسن شاہ صاحب صوفی منش

اور تارک الدنیا بزرگ تھے۔ آپ کو پیری مریدی سے نفرت تھی اسی لئے آپ اپنے اقربا کو دنیا داری میں منہمک دیکھ کر کلر سیداں سے موضع سہالہ چوہدرائیں میں (جہاں آجکل اسٹیشن ہے) گوشہ نشین ہو گئے۔ اس کے قریب ہی ناٹاں سیداں میں ان کے مالکانہ حقوق تھے اور طبابت بھی کرتے تھے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے اپنی خود نوشت سوانح میں (جو شعبہ تاریخ احمدیت میں محفوظ ہے) تحریر فرمایا ہے کہ ”سلطنتِ مغلیہ کے ایام میں کلر سیداں ایک مشہور قلعہ تھا جس کے تحت سترہ چھوٹے بڑے قلعے مضافات میں تھے۔ ایک وسیع علاقہ تھا جس کا انتظام سادات کے سپرد تھا۔ پانی پت کی تیسری لڑائی میں ساداتِ کلر کی فوج اور کوٹہ کے گکھڑوں کی فوج نے مرہٹوں کی فوج کے دانت کھٹے کر دیئے تھے۔ سکھوں کی عمل داری میں رنجیت سنگھ نے ساداتِ کلر کے ساتھ عہد موالات قائم کیا ہوا تھا اور انہوں نے چیلیانوالی کی مشہور لڑائی میں انگریزوں کے خلاف سکھوں کی مدد کی تھی جس میں سکھوں اور ان کے مددگاروں کو شکست ہوئی۔ انگریزوں نے کلر کا قلعہ تو وہ خاک بنا دیا اور تمام

مملوکہ دیہات سے سادات محروم کر دیئے گئے بجز قصبہ کلر
اور چند مواضع کی اراضی کے جس میں موضع ناڑہ سیدال بھی
تھا جہاں حضرت سید گل حسن شاہؒ کے مالکانہ حقوق قائم
رہے۔“ (قلمی مسودہ ص ۱)

حضرت گل حسن شاہؒ کے فرزند اور ہمارے امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ
کے نانا حضرت ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب عابد و زاہد اور تاج الدعوات
بزرگ اور صوفی متاخر تھے۔ آپ ۱۹۰۱ء میں حضرت اقدس کے دستِ
مبارک پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ کی روایت ہے کہ

”ایک دن (حضرت اقدس) ۰۰۰۰ باغ میں ایک چارپائی
پر تشریف رکھتے تھے اور دوسری دو چارپائیوں پر مفتی
محمد صادق صاحب اور شیخ رحمت اللہ مرحوم وغیرہ بیٹھے
ہوئے تھے اور ایک بوری نیچے پڑی ہوئی تھی اس پر میں
دو چار آدمیوں سمیت بیٹھا ہوا تھا۔ میرے پاس مولوی
عبدالستار خاں صاحب بزرگ بھی تھے۔ حضرت صاحب
کھڑے تقریر فرما رہے تھے کہ اچانک حضور کی نظر مجھ پر
پڑی تو فرمایا ڈاکٹر صاحب آپ میرے پاس چارپائی پر آکر بیٹھ
جائیں۔ مجھے شرم محسوس ہوئی کہ میں حضور کے ساتھ برابر ہو کر

بیٹھوں حضور نے دوبارہ فرمایا کہ شاہ صاحب آپ میرے پاس چار پائی پر آجائیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں ہیں اچھا ہوں۔ تیسری بار حضور نے خاص طور پر فرمایا کہ آپ میری چار پائی پر آکر بیٹھ جائیں کیونکہ آپ سید ہیں اور آپ کا احترام ہم کو منظور ہے۔“

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۲۴۲، ۲۴۵)

مؤلفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپریل ۱۹۲۷ء میں اپنی اولاد کے لئے ایک مفصل وصیت تحریر فرمائی جس میں خاص طور پر یہ ہدایت دی کہ :-

”اپنی قوم سادات کی اصلاح اور بہبودی کے لئے بھی خاص کردار و دل سے تم دعائیں مانگو اور ان کو خوب تبلیغ کرو۔“
(وصیت صفحہ ۲۴)

حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے ۲۳ جون ۱۹۳۷ء کو عمر ۷۷ سال انتقال کیا اور ہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے۔
حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی ولادت باسعادت جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے ۱۸ دسمبر ۱۹۲۸ء کو قریباً ۱۲ بجے دن کے ہوئی۔

۱۹۲۸ء کا سال سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں بہت ہی مبارک سال ہے کیونکہ اس سال حضرت مصلح موعودؑ نے سائمن کمیشن کی آمد پر مسلمانان ہند کی رہنمائی فرمائی۔ گھروں میں درس جاری کرنے کی تحریک کی۔ جامعہ احمدیہ کے نام سے ایک عظیم الشان ادارہ قائم فرمایا۔ سیرت النبیؐ کے بابرکت جلسوں کی بنیاد رکھی۔ ایک ماہ تک مسجد اقصیٰ میں سورۃ یونس سے سورۃ کہف تک کا ایمان افروز درس دیا جس میں مرکز احمدیت کے علاوہ بیرونی اجاب بھی بکثرت شامل ہوئے جن کی اکثریت گمریو ایٹ وکلاء، کالجوں کے طلباء اور حکومت کے معزز عہدیداروں اور رؤسا پر مشتمل تھی درس القرآن کی مصروفیات کے بعد حضورؑ نے الفضل کے ذریعہ نہرو رپورٹ پر اپنی رائے کا اظہار فرمایا جو ”نہرو رپورٹ اور مسلمانوں کے مصالح“ کے عنوان سے ۲ اکتوبر ۱۹۲۸ء سے ۲ نومبر ۱۹۲۸ء تک سات قسطوں میں مکمل ہوا۔ یہ مضمون مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوا اور مسلمانوں کے سیاسی حلقوں میں از حد مقبول ہوا۔

حضورؑ کی اس عظیم الشان قومی خدمت کا غلغلہ بلند ہو ہی رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؑ کو حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد جلیسا فرزند ارجمند عطا فرمایا اور ساتھ ہی جماعت احمدیہ پر خدا تعالیٰ کا یہ خاص فضل نازل ہوا کہ بٹالہ سے قادیان تک کے سفر کی تکالیف کا بھی خاتمہ

ہو گیا اور آپ کی ولادت کے اگلے روز یعنی ۱۹ دسمبر ۱۹۲۸ء کو قادیان میں ریل گاڑی بھی پہنچ گئی۔ قادیان ریلوے کے افتتاح کی تقریب پر قادیان کے بہت سے احمدیوں کے علاوہ خود حضرت مصلح موعودؑ تین بجے دوپہر امرتسر تشریف لے گئے۔

(الفضل ۲۵ دسمبر ۱۹۲۸ء و تاریخ احمدیت جلد ۶ صفحہ ۱۱۸ تا ۱۲۱)

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سوانح قبل از خلافت کو تین ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے :-

- ۱۔ بچپن اور تعلیم و تربیت۔
- ۲۔ خلافتِ ثانیہ میں دینی خدمات۔
- ۳۔ خلافتِ ثالثہ میں دینی خدمات۔



پہلا دور

بچپن اور تعلیم و تربیت

آپ کی پیاری والدہ حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ ایک نہایت پارسا اور بزرگ خاتون تھیں۔ خدا تعالیٰ اور اس کے پاک رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور پاک کتاب قرآن مجید سے آپ کو ایک بے نظیر محبت تھی اور آپ کی دلی خواہش تھی کہ آپ کی اولاد خصوصاً آپ کے اکلوتے بیٹے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب بھی اسی رنگ میں رنگین ہوں اور اسلام اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے مثالی عاشق بنیں اور اس مقصد کے لئے آپ نہایت التزام اور تضرع اور عاجزی سے دعائیں کرتیں اور اپنی سجدہ گاہ کو آنسوؤں سے تر کر دیتیں چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ تحریف فرماتے ہیں:-

”اُمّی.... اپنی اولاد کے لئے ہر قسم کی دینی ترقیات کے لئے

بھی بہت دعائیں کرتی تھیں اور خاص طور پر میرے لئے کیونکہ

اُمّی کے یہ الفاظ مجھے کبھی نہ بھولیں گے اور وہ وقت بھی

کبھی نہ بھولے گا کہ جب ایک دفعہ اُمّی کی آنکھیں غم سے
 ڈبڈبائی ہوئی تھیں اُنسو چھلکنے کو تیار تھے اور اُمّی نے
 بھڑائی ہوئی آواز میں مجھے کہا کہ طاری نہیں نے تو خدا تعالیٰ
 سے دعا مانگی تھی کہ اے خدا مجھے ایک ایسا لڑکا دے
 جو نیک اور صالح ہو اور حافظِ قرآن۔“

(الفضل ۱۴، اپریل ۱۹۴۴ء ص ۷)

حضرت اُمّ طاہرہ دُعا کے ساتھ ساتھ تربیتِ اولاد کے اسلامی اصولوں
 کی نہایت سختی سے پابندی کرتی تھیں اور کوئی موقع تربیت کا ہاتھ سے
 نہ جانے دیتی تھیں۔ آپ کا اندازِ تربیت کتنا پُر جذب، مؤثر اور دلکش
 ہوتا؟ اس کا اندازہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے بیان فرمودہ چند واقعات
 سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

اول :- ”اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب کبھی بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا
 یا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کوئی واقعہ سامنے آتا تو اُمّی کہہ اٹھتیں
 دیکھو طاری! اللہ اپنے بندوں سے کتنی محبت کرتا ہے اور
 اس کی مثال میں مجھے بعض دفعہ حضرت موسیٰؑ اور گڈریے کا
 قصہ سناتیں اور کچھ اس انداز سے اور اس پیار بھرے
 لہجہ سے خدا کا ذکر کرتیں کہ ہر ہر لفظ گویا محبت کی کہانی ہوتا

اور پھر اسی طرح خدا کے پاک کلام قرآن پاک سے بے انتہا
 محبت تھی۔ سوائے اس کے کہ بیمار ہوں روزانہ صبح نماز
 سے فراغت حاصل کر کے قرآن کریم پڑھتی تھیں اور مجھے
 بھی پڑھنے کے لئے کہتی تھیں۔ جب میں پڑھتا تھا تو ساتھ ساتھ
 میری غلطیاں درست کرتی جاتی تھیں اور مجھے نماز پڑھانے
 کا ایسا شوق تھا کہ بچپن سے ہی کبھی پیار سے اور کبھی
 ڈانٹ کر مجھے نماز کے لئے مسجد میں بھیج دیا کرتی تھیں او
 اگر میں کبھی کچھ کوتاہی کرتا تو بڑے افسوس اور حیرت سے
 کہتیں کہ طاری اہم میرے ایک ہی بیٹے ہو میں نے خدا سے
 تمہارے پیدا ہونے سے پہلے بھی یہی دعا کی تھی کہ اے میرے
 رب مجھے ایسا لڑکا دے جو نیک ہو اور میری خواہش ہے
 کہ تم نیک بنو اور قرآن شریف حفظ کرو۔ اب تم نمازوں میں
 تونہ کوتاہی کیا کرو۔ مگر جب میں نماز پڑھ لیتا تو میں دیکھتا کہ
 امی کا چہرہ و فورہ مسرت سے تمہما اٹھتا اور مجھے بھی تسکین
 ہوتی۔ پھر مجھے اکثر کہتیں ”طاری قرآن کریم کی بہت عزت
 کیا کرو“

دوسرے:- ”امی آبا جان کی رضا کو اس قدر ضروری خیال کرتی

تھیں یعنی حضرت مصلح موعودؑ

تھیں کہ بعض دفعہ بالکل چھوٹی چھوٹی باتوں پر جن کی طرف ہمارا خیال بھی نہ تھا اُمّی نظر رکھتی تھیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں نے مچھلی کے شکار کو جانا چاہا۔ سب تیاری مکمل کر لی۔ بس صرف آبا جان سے پوچھنے کی کسر باقی رہ گئی۔ میں نے اُمّی سے کہا کہ مجھے آبا جان سے اجازت لے دیں کیونکہ اور لوگوں کی طرح ہم بھی اپنے آبا جان سے متعلق کام اُمّی کے ذریعہ ہی کر لیا کرتے تھے۔ اُمّی نے پوچھا مگر آبا جان نے جواب دیا کہ تم کل جمعہ میں وقت پر نہیں پہنچ سکو گے۔ مگر میں نے وعدہ کیا کہ ہم ضرور وقت پر پہنچ جائیں گے جس پر آبا جان نے اس شرط پر اجازت دے دی۔ اُمّی نے اجازت تو لے دی مگر باہر آ کر مجھے کہا کہ طاری میں تمہارے آبا جان کی طرف سے محسوس کرتی ہوں کہ تمہارے آبا جان نے اجازت دل سے نہیں دی۔ میں نہیں چاہتی کہ تم اپنے آبا جان کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرو تم میری خاطر آج شکار پر نہ جاؤ کسی او وں چلے جانا۔ اگرچہ سب سامان مکمل تھا مگر اُمّی نے مجھے کچھ اس طرح سے کہا کہ میں انکار نہ کر سکا اور.... اس ٹرپ کا ارادہ چھوڑ دیا۔“ (الفصل ۱۴، اپریل ۱۹۴۲ء صفحہ ۴)

سومر:- ”روزمرہ کی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے اولاد کی طرف خاص توجہ دینے کی فرصت نہیں ملی مگر ہم سے توقعات ایسی بلند رکھی ہوئی تھیں کہ گویا ۲۴ گھنٹے ہمیں پر کھپاتی ہیں ہماری غلطیوں پر سخت ناراض ہوتی تھیں اور بعض اوقات بدنی سزا بھی دیتی تھیں۔ زیادہ تر غصہ بچے کی ضد پر آتا تھا اگر کوئی بچہ اپنی ضد پر اڑ رہا ہو یا اس وقت تک نہیں چھوڑتی تھیں جب تک اس کی ضد نہ توڑ لیں۔ نصائح عام طور پر اس رنگ میں کرتی تھیں کہ دل میں اُتر جاتی تھیں۔ اگر کسی امر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ دینا ہو تو وہ ضرور دیتی تھیں۔ مثلاً ایک دفعہ ہشتی مقبرہ سے دعا کر کے واپس آ رہے تھے راستے میں کوئی شخص گزرا جس نے نہ ہمیں سلام کیا نہ میں نے اُسے۔ اس پر مجھ سے بہت مایوس ہوئیں کہ تمہیں اتنا بھی سلیقہ نہیں کہ راستہ چلتوں کو سلام کہو۔ میں نے کہا اُس نے بھی تو نہیں کہا تھا تو کہنے لگیں تمہیں اس سے کیا غرض؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو سب کو پہلے سلام کیا کرتے تھے۔ پھر نصیحت کی کہ دیکھو خواہ کوئی واقف ہو یا ناواقف ہو اُسے پہلے سلام کیا کرو“ (تابعین اصحاب احمد جلد سوم)

سیرۃ اُمّ طاہرہ مؤلفہ صلاح الدین ملک ایم۔ اے ۲۰۹، ۲۱۰ء
 دراصل یہ آسمانی تربیت تھی جس کا ظاہری انتظام اللہ تعالیٰ نے
 اپنی مصلحت کاملہ سے حضرت اُمّ طاہرہ کے سپرد فرمایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسکے
 حیرت انگیز اثرات بچپن میں ہی بہت ہی نمایاں رنگ میں ظاہر ہونے لگے۔
 چنانچہ حضرت ڈاکٹر حسمت اللہ خاں صاحبِ معالجِ خصوصی حضرت مصلح موعودؑ
 نے ایک دفعہ بتایا کہ :-

”صاحبزادہ میاں طاہر احمد صاحب کا ایک عجیب واقعہ یہیں
 تازیت نہ بھولوں گا۔ ۱۹۳۹ء کی بات ہے جبکہ حضرت
 (مصلح موعودؑ - ناقل) ایدہ اللہ تعالیٰ دھرم سالمہ میں قیام پذیر
 تھے اور جناب عبدالرحیم صاحب نیر بطور پرائیویٹ سیکرٹری
 حضور کے ہمراہ تھے۔ ایک دن نیر صاحب نے اپنے خاص لب
 ولہجہ کے ساتھ کہا کہ میاں طاہر احمد آپ نے یہ بات نہایت
 اچھی کہی ہے جس سے میرا دل بہت خوش ہوا ہے میرا دل
 چاہتا ہے کہ میں آپ کو کچھ انعام دوں۔ بتلائیں آپ کو کیا چیز
 پسند ہے تو اس سچے نے جس کی عمر اس وقت ۱۰ ۱/۲ سال تھی
 برجستہ کہا ”اللہ“۔ نیر صاحب حیران ہو کر خاموش ہو گئے
 میں نے کہا نیر صاحب! اگر طاقت ہے تو اب میاں

طاہر احمد کی پسندیدہ چیز دیکھئے مگر آپ کیا دیں گے
اس چیز کے لینے کے لئے تو آپ خود ان کے والد
کے قدموں میں بیٹھے ہیں۔“

(تابعین اصحاب احمد جلد سوم ص ۲۶۳، ۲۶۲)

حضرت صاحبزادہ صاحب نے عرفان الہی کی آسمانی درس گاہ میں
تربیت حاصل کرنے کے علاوہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل میں ظاہری
علوم کے حصول میں کوئی وقفہ فروگذاشت نہیں کیا چنانچہ آپ نے ۱۹۴۴ء
میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے میٹرک کیا۔ اس کے بعد گورنمنٹ
کالج لاہور سے ایف۔ ایس سی تک تعلیم حاصل کی

۴۔ دسمبر ۱۹۴۹ء کو جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ

لیا اور ۱۹۵۳ء میں امتیازی شان سے شاہد کی ڈگری حاصل کی پھر مزید
تعلیم کے لئے حضرت مصلح موعود کی بابرکت معیت میں اپریل ۱۹۵۵ء میں
یورپ تشریف لے گئے جہاں آپ نے لندن یونیورسٹی کے سکول آف
ادینٹل اسٹڈیز میں تعلیم حاصل کی اور ۴ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو ربوہ میں
مراجعت فرما ہوئے۔ آپ کے ہمراہ صاحبزادہ سید محمود احمد صاحب ناصر
بھی تھے۔

یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ آپ نے میٹرک کا امتحان اپنی پیاری والدہ

حضرت سیدہ اُمّ طاہر کی تشویشناک علالت کے دوران دینا شروع کیا۔ ۶ مارچ کو ریاضی کا پرچہ تھا کہ ۵ مارچ ۱۹۴۴ء کو ان کا حادثہ انتقال پیش آگیا جو پوری جماعت کے لئے گویا قیامت خیز زلزلہ تھا جس نے مخلصین جماعت کی بنیاد ہستی کو ہلا کر رکھ دیا مگر حضرت صاحبزادہ صاحب نے اس موقع پر صبر، وقار اور رضائے باری تعالیٰ کا جو بے نظیر نمونہ دکھایا اُس نے آپ کے اساتذہ کو بھی حیران کر دیا۔ چنانچہ میاں محمد ابراہیم صاحب استاد تعلیم الاسلام ہائی سکول حال مبلغ امریکہ نے الفضل ۲۱ اپریل ۱۹۴۴ء میں لکھا کہ :-

”جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب، بشارات الرحمن صاحب، صاحبزادہ طاہر احمد صاحب اور خاکسار طاہر احمد کے کمرہ میں بیٹھے تھے طاہر احمد ریاضی کی تیاری کر رہا تھا کہ کسی عورت نے باہر صحن میں آکر روتے ہوئے کہنا شروع کر دیا کہ آپا جان فوت ہو گئیں۔ وفات تو یقیناً ہو چکی تھی لیکن ہم طاہر احمد کو فوراً بغیر اس کے کہ وہ ذہنی طور پر اس خبر کو سُننے کے لئے تیار ہو یہ اطلاع نہ دینا چاہتے تھے.... اس اثنا میں نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا طاہر احمد نے وضو کیا اور مسجد میں نماز کے لئے چلا گیا۔ پھر وہاں سے گھبرا یا ہوا آیا کیونکہ اس کی تلاش ہو رہی تھی۔ دیوار پھاند کر اپنی اُمّی کے بالائی صحن میں اُترا اور پوچھا کہ کیا

بات ہے۔ سید ولی اللہ شاہ صاحب کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور کہا کہ فوت ہو گئیں۔ طاہر خاموشی اور سکون کا مجسمہ بن کر تخت پوش پر بیٹھ گیا اور اس قدر صبر کا مظاہرہ کیا کہ مجھے خیال آیا ایسا نہو غم اندر ہی اندر ان کو زیادہ تکلیف دے اس لئے ہم نے یہ کوشش کی کہ طاہر تھوڑا بہت روئے۔ طاہر بھی اب بھر چکا تھا اور ایک حد تک آنسو بہا کر اپنی امی ہاں اُس امی کو جس کو ایک جہان رو رہا تھا یاد کیا اور کہا کہ مجھے دو تین مرتبہ ایسی خوابیں آچکی ہیں جن سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ بس امی فوت ہو جائیں گی۔ ابھی چند روز ہوئے مجھے خواب میں امی نے کہا کہ میں اس چراغ کی طرح ہوں جو بجھنے سے پہلے ڈمک رہا ہو۔“



دوسرا دور

خلافتِ ثانیہ میں نئی خدمات

یورپ سے واپسی کے بعد آپ خاص طور پر دینی خدمات میں سرگرم عمل ہو گئے۔ ۱۲ نومبر ۱۹۵۸ء کو حضرت مصلح موعودؑ نے آپ کو وقفِ جدید کی عظیم الشان اصلاحی و تربیتی تنظیم کا ناظم ارشاد مقرر فرمایا۔ یہ تنظیم ابھی ابتدائی دور میں سے گزر رہی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؑ کی رہنمائی اور دعاؤں کے طفیل آپ کی کوششوں میں ایسی برکت ڈالی کہ آپ کی قیادت میں اس نے برق رفتاری سے ترقی کرنا شروع کر دی اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے ملک میں معلمین کا جال بچھ گیا اور اس کے شاندار نتائج نے ایک عالم کو خیرہ کر دیا۔

علاوہ ازیں یہ تنظیم رفتہ رفتہ مالی اعتبار سے بھی نہایت مستحکم بنیادوں پر کھڑی ہو گئی اور جہاں حضرت مصلح موعودؑ کے عہدِ مبارک کی آخری مشاورت میں اس کا بجٹ ایک لاکھ ستر ہزار روپے تھا وہاں قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ ثالث نور اللہ مرقدہؑ نے ۱۹۸۲ء کی مجلسِ مشاورت میں (جو حضور کے

بابرکت دور کی آخری مجلس مشاورت تھی) اس کا بجٹ دس لاکھ پندرہ ہزار روپیہ منظور فرمایا۔ ناظم ارشاد کے فرائض کے دوران آپ نے نومبر ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۶ء تک نائب صدر خدام الاحمدیہ کے اہم فرائض نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے۔ جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء میں آپ نے پہلی بار خطاب فرمایا جس کا عنوان تھا ”تحریک وقف جدید کی اہمیت“ اس پر اثر خطاب کے بعد خلافتِ ثنائیہ کے عہد میں جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ کی حسبِ ذیل موضوع پر نہایت بصیرت افروز تقاریر ہوئیں۔

”ارتقاءئے انسانیت اور ہستی باری تعالیٰ“ (۱۹۶۲ء)

”کیا نجات کفارہ پر موقوف ہے“ (۱۹۶۳ء)

”مصلح موعود سے متعلق پیش گوئی“ (۱۹۶۴ء)

۱۹۶۱ء میں حضرت مصلح موعودؑ کی منظوری سے آپ کو ممبرانِ کمیٹی کے فرائض سونپے گئے جو آپ نے اپنی خداداد ذہانت، قوتِ اجتہاد اور غیر معمولی فہم و فراست کے ساتھ انجام دیئے اور کئی اہم مسائل کے حل کرنے میں کمیٹی کے ارکان کی رہنمائی فرمائی خصوصاً اسلام اور ربو کے باب میں جس کی وضاحت کے لئے آپ نے مجلسِ افتاء کی درخواست پر ”ربو کا مفہوم آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبویؐ کی روشنی میں“ کے زیرِ عنوان ایک فاضلانہ مقالہ بھی سپردِ قلم فرمایا جو اس موضوع سے متعلق حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب (مرحوم) اور

ملک سیف الرحمن صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تحقیقی مقالوں کے ساتھ شائع کیا گیا۔

خلافتِ ثانیہ کے عہد میں آپ نے لسانی تبلیغی اور تربیتی مساعی کے علاوہ قلمی جہاد کا بھی آغاز کیا۔ اس سلسلہ میں آپ کی پہلی محققانہ تصنیف ”مذہب کے نام پر خون“ اسی عہدِ مبارک میں منظرِ عام پر آئی اور پاک و ہند کے مقتدر اور ادبی حلقوں نے اس کو شاہکار قرار دیتے ہوئے زبردست خراجِ تحسین ادا کیا۔



تیسرا دور

خلافتِ ثالثہ میں نئے خدمات

خلافتِ ثالثہ کے عہدِ مبارک میں آپ کی دینی مصروفیات نقطہء عروج تک پہنچ گئیں اور آپ نے خدمتِ دین کے لئے ایک بے مثال اور اُن تھک جتد و جہد کر کے اور اپنے تئیں خلیفہ وقت کا دست و بازو بن کر دکھا دیا۔ اس دور میں آپ نے نومبر ۱۹۶۶ء سے لے کر نومبر ۱۹۶۹ء تک صدر مجلس خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے نوجوانانِ احمدیت کی ایسی شاندار قیادت فرمائی کہ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفہ المسیح الثالث نور اللہ مرقدہ نے اس پر خاص طور پر اظہارِ خوشنودی فرمایا۔

یکم جنوری ۱۹۷۰ء کو آپ کی وسیع مصروفیتوں میں ایک اور اضافہ ہوا یعنی آپ کے سپر و فضل عرفاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر کے اہم فرائض بھی سونپے گئے۔

۱۹۷۴ء کا سال جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں ایک نئے سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سال ایک طرف جماعتِ احمدیہ پاکستان کو حق و

صداقت کی خاطر جان، مال اور عزت کی قربانیوں کا نیا ریکارڈ قائم کر نیکی جناب الہی سے توفیق ملی دوسری طرف ہمارے پیارے امام، قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ ثالث حضرت حافظ مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ نے جولائی اور اگست کے مہینوں میں پاکستان اسمبلی میں جماعتِ احمدیہ کے موقف کی حقانیت کو ناقابلِ تردید دلائل و براہین کے ساتھ واضح و ثابت کرنے کا حق ادا کیا۔ اس موقع پر حضور نور اللہ مرقدہ کی مبارک قیادت میں جماعتِ احمدیہ کا جو نمائندہ وفد اس ایوان میں گیا اس کے ایک ممتاز ممبر آپ تھے۔ یکم جنوری ۱۹۷۹ء سے آپ صدر مجلس انصار اللہ کے عہدہ پر فائز ہوئے جس کے نتیجے میں مجلس کے اندر زندگی کی ایک نئی روح پیدا ہوئی اور متعدد انقلابی اقدامات کئے گئے اور نہ صرف مجلس کو مالی استحکام نصیب ہوا بلکہ اصلاح و ارشاد کے کاموں میں بے پناہ وسعت پیدا ہو گئی۔ پورے ملک میں علمی مذاکرات کا سلسلہ جاری کیا گیا جس کو کامیاب بنانے کے لئے آپ بہت سے مقامات پر بنفس نفیس تشریف لے گئے اور حق و صداقت کی ترجمانی کا فریضہ ایسے شاندار طریق پر انجام دیا کہ اپنے تورہے ایک طرف بیگانے بھی عیشِ عیش کر اٹھے۔

۱۹۸۰ء میں آپ احمدیہ آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز ایسوسی ایشن کے

سرپرست مقرر ہوئے۔ اس سال پہلی بار مسجد مبارک میں درسِ قرآن بھی دیا نیز

احمدی انجینئرز نے جلسہ سالانہ ۱۹۸۰ء پر انگریزی اور انڈونیشین زبان کے تراجم کا جو کامیاب تجربہ کیا وہ آپ کی نگرانی اور راہنمائی کا رہینِ منت تھا۔

جلسہ سالانہ ۱۹۸۱ء پر قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ ثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے احمدیہ بکڈ پو کا افتتاح فرمایا۔ اس مقدس تقریب کا انتظام آپ ہی کے ہاتھوں ہوا۔

خلافتِ ثالثہ کے مبارک دور میں آپ کے قلم سے بہت معلومات افزا اور حق و معرفت سے بھرپور لٹریچر شائع ہوا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے غیر معمولی مقبولیت بخشی۔ اس دور میں آپ کی جو تصانیف شائع ہوئیں ان کی فہرست درج ذیل ہے :-

- ۱۔ احمدیت نے دُنیا کو کیا دیا ؟
 - ۲۔ وصالِ ابنِ مریم
 - ۳۔ آیتِ خاتم النبیین کا مفہوم
 - ۴۔ پیشگوئی مصلحِ موعود
 - ۵۔ ورزش کے زینے
 - ۶۔ مؤدوی اسلام
 - ۷۔ جماعتِ احمدیہ اور اسرائیلی حکومت
 - ۸۔ سوانحِ فضلِ عمر جلد اول
- مؤخر الذکر تصنیفِ فضلِ عمر فاؤنڈیشن نے دسمبر ۱۹۷۵ء میں آفسٹ پر نہایت دیدہ زیب کتابت اور طباعت کے ساتھ شائع کی۔ یہ قابلِ قدر اور معرکہ آرا کتاب جو بڑے سائز کے ۵۸ صفحات پر مشتمل ہے آپ نے نہایت

محنت اور عرق ریزی سے مرتب فرمائی اور سوانح اور تاریخ کے دلکش ادبی
امتزاج سے آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے حقائق اور معلومات کا ایک
میش بہا خزانہ اس میں محفوظ کر دیا۔

خلافتِ ثالثہ کے عہدِ مبارک میں آپ نے جلسہ سالانہ کے سٹیج پر درج
ذیل عناوین پر تقاریر فرمائیں:-

- ۱۔ حضرت نبی کریمؐ کی قوتِ قدسیہ (۶۱۹۶۷)
- ۲۔ احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟ (۶۱۹۶۸)
- ۳۔ اسلام اور سوشلزم (۶۱۹۶۹)
- ۴۔ حضرت مصلح موعودؑ کی خدمتِ قرآن (۶۱۹۷۰)
- ۵۔ حقیقتِ نماز (۶۱۹۷۲)
- ۶۔ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ خلیفۃ الرسولؐ سے وابستہ ہے (۶۱۹۷۳)
- ۷۔ اسلام کا بطلِ جلیل (۶۱۹۷۴)
- ۸۔ اسلام کی اشاعت کے لئے جماعتِ احمدیہ کی جانفشانی (۶۱۹۷۵)
- ۹۔ قیامِ نماز (۶۱۹۷۶)
- ۱۰۔ فلسفہ حج (۶۱۹۷۷)
- ۱۱۔ فضائلِ قرآن کریم (۶۱۹۷۸)
- ۱۲۔ غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلقِ عظیم (۱۹۷۹-۱۹۸۰-۱۹۸۱)

چوتھا دور

خلیفۃ المسیح الرابع کی تخت نشینی کا انتخاب

قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ ثالث سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ۹ جون ۱۹۸۲ء کی درمیانی شب کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ اگلے روز ۱۰ جون ۱۹۸۲ء کو حضرت مصلح موعود کی مقرر فرمودہ مجلسِ انتخابِ خلافت کا خصوصی اجلاس نمازِ ظہر کے بعد مسجد مبارک ربوہ میں منعقد ہوا جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع منتخب ہوئے۔ اس طرح آپ کی مبارک زندگی کا چوتھا دور شروع ہوا۔ عجیب بات یہ ہے کہ مُستند تاریخِ اسلام مثلاً طبری سے ثابت ہے کہ قرنِ اول میں بھی خلافتِ رابعہ کا قیام جون ہی کے مہینہ میں عمل میں آیا تھا کیونکہ قمری اعتبار سے وہ دن پچیس ذوالحجہ ۳۵ھ کا تھا جو شمسی کیلنڈر کے مطابق قطعی طور پر جون کے مہینہ میں آتا ہے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

سیدنا واما نا و مرشدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

بنصرہ العزیز کی خلافت ایک موعود خلافت ہے جس کی نسبت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور حضرت مصلح موعود کے ارشادات میں واضح پیش گوئیاں موجود ہیں مثلاً حضرت مصلح موعود نے ۱۷ مارچ ۱۹۱۹ء کو جلسہ سالانہ پر تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:-

”پہلے جو آدم آیا وہ جنت سے نکلتا تھا مگر اب جو آدم آیا وہ اس لئے آیا کہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے۔ اسی طرح پہلے یوسف کو قید میں ڈالا گیا تھا مگر دوسرا یوسف قید سے نکالنے کے لئے آیا ہے۔ پہلے خلفاء میں سے بعض جیسے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علیؓ کو دکھ دیا گیا مگر میں اُمید کرتا ہوں کہ (حضرت اقدس م.....) کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ اس کا بھی ازالہ کرے گا اور ان کے خلفاء کے دشمن ناکام رہیں گے کیونکہ یہ وقت بدلہ لینے کا ہے اور خدا چاہتا ہے کہ اس کے پہلے بندے جن کو نقصان پہنچایا گیا ان کے بدلے لئے جائیں“

(عرفان الہی مجلہ ۲۸ دسمبر ۱۹۱۹ء قادیان ص ۹۴)

رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ
فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ



ایک حیرت انگیز کشف

سلسلہ احمدیہ کے ایک بزرگ آغا محمد عبدالعزیز فاروقی نے ۱۹۳۰ء میں اپنا یہ کشف شائع کیا کہ :-

”آفتاب تیسری منزل اور برج ثور کے آخری دائرہ پر آ پہنچا۔
انسانی مکھیوں نے اپنی بھنبھناہٹ شروع کر دی جس سے اُسکی
صدائے عجیب نہ سنی گئی تاہم نہایت مشکل سے ایک کسین طفل
مکتب نے اُس کے الفاظ بغور سنے آفتاب برج جوزا پر پہنچتے
ہی ایک مینارہ کی طرف لپکا جس کا طول ایک ہزار فیٹ تھا لیکن
اب آفتاب ایک پرندہ کی شکل میں متماثل ہو گیا اُس کے چار پر
تھے۔ پہلے پر کے اگلے حصہ پر ”نور“ لکھا ہوا تھا اور دوسرے
پر کے $\frac{1}{4}$ حصہ پر محمود تیسرے پر کے عین وسط میں ناصر الدین
اور چوتھے پر اہل بیت“

(”کوکب درّی“ ص ۵ مطبوعہ ۱۹۳۰ء از آغا محمد عبدالعزیز
فاروقی احمدی محقق ”لویدیجی“ بمقام بڈھانہ تحصیل گوجران
ضلع راولپنڈی)



أَلَمْ يَكُنْ نُورُ السَّمَوَاتِ الْأَرْضِ مِثْلَ نُورِهِمْ لَمَّا قَامُوا فِيهَا مَصْبَاحٌ
المصباح في حقا الزئبقا كانها كوكب كاذبي

حضرت بی قادیانی مد السلام کے سات تیار یعنی ذاب بطلام میں مضاف

انتخاب پیدا کر زبانی کتاب



۱۹۳۰
۲

کوکب درسی

مناسبت کا کوہ پیدیا احمدیہ
ولایت احمدیہ کے عہد خلافت کا تیسرا سال

مؤلفہ آغا محمد عبد العزیز قاسمی احمدی حقیق نوکیلا
بمقام جٹانہ تحصیل گوجران ضلع راولپنڈی

پر آہٹھا۔ انسانی کمبوں نے اپنی جھیننا ہٹ شروع کر دی۔ جس سے اس کی حدائی عجیب
 و سنی ہو گئی۔ تاہم نہایت مشکل سے ایک کمرن طفل کتب نے اس کے الفاظ بنور سے آفتاب
 بروج جزا پر پہنچے ہی ایک منارہ کی طرف لپکا۔ جس کا طول ایک ہزار فیٹ تھا۔ لیکن
 اب آفتاب ایک پرندہ کی شکل میں متشل ہو گیا اس کے چار پڑتے۔ پہلے پڑکے لگے حصہ پر
 توں ہر لکھا ہوا تھا۔ اوند دوسرے پڑکے ۱۲ حصہ پر محمود قیسرے پڑکے دین و سطیا
 ناصر الدین اود جھٹے پر اہل بیت آن چاروں پڑوں کے زیر ایک زرد چادر اور
 ایک سرخ چادر تھی۔ سرخ چادر زمین پر گر پڑی اوند زرد چادر آفتاب میں سما گئی۔ تخمیناً وہ
 لموں کے بعد آفتاب اسی منارہ بیضا کے دین جنوب کی طرف غائب ہو گیا اوند پیرسلے
 کشف میں نظر آیا۔

فہی ہیست ستارہ دوبارہ چکا۔ جسکی شعاع مغرب پر زیادہ بڑی تھی۔ چند
 لموں کے بعد ستارہ زمین کی طرف اسی منارہ کی طرف آیا اوند ایک سریلی آواز کے ساتھ
 عَنَسِي اَنْ يَتَبَحَّثَكَ رَشَاقًا مَقَامًا مَحْمُودًا پڑتا ہوا دوبارہ فلک کی
 جانب گیا۔ معاً ہی دوتارے ظاہر ہوئے۔ لیکن وہ تمام کے تمام روشن نہ تھے۔ بلکہ اٹکا
 نصف حصہ روشن، اوند نصف تاریک تھا۔

یہ ستارے ابھی نمودار ہی ہوئے تھے کہ ایک ستارہ اسی منارہ بیضا سے طلوع
 ہوا اوند وہ اس آفتاب کی مانند تھا۔ جو غروب ہو چکا ہے اس ستارہ کے طلوع ہوتے
 ہی وہ دوسرے ستارے دم ہو گئے۔ اوند دوتارے جو نصف روشن اور نصف تاریک تھے۔
 بالکل تاریک ہو کر ایک لستی میں جا پڑے وہ لستی جسکی بابت نبی نے فرمایا تھا کہ لے شہر تو
 بھی کہیگا۔ کہ میں شہر تھا۔ تیری اینٹ سے اینٹ بھادی جائے گی۔ وقت قریب ہے کہ
 تو زلزلہ سے تباہ ہو جائے۔

یہ ایک راز تھا جو آج سے بیس سال پہلے گزر چکا۔ بہت سے کانوں نے سنا مگر سوچا
 نہیں۔ آنکھوں نے دیکھا۔ مگر مشاہدہ نہ کیا۔ دماغوں میں گیا۔ مگر غور نہیں کیا گیا۔ پس آج میں
 مل الاعلان کہتا ہوں کہ لے آدم کی نسل تیری خاطر جیسے مہوٹ کیا گیا تھا۔ اسے قبول کر لیتا
 کے رہنے والو؟ آؤ میں تمہیں تمہاری ہی کتاب سے اس کے نشانات اسکی علامات بتلاؤں۔
 مسلمان کہلانے والو؟ آؤ کلام مقدس سے ہی تمہیں پیشگوئیاں بتلاؤں۔ حدیث موجود ہے

ایکے ایمانے افروز روایت

محترمہ سیدہ فرخندہ اختر بیگم صاحبہ حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب کی روایت ہے کہ :-

”میں نے حضرت (سید محمود اللہ) شاہ صاحب سے دریافت کیا آپ حسنی سید ہیں یا حسینی؟ اس پر آپ نے جواب دیا کہ میں نے والد ماجد (حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب) سے سنا ہے کہ ہم حسینی سید ہیں۔ پھر خود ہی انہوں نے ذکر کیا کہ اُن کے والد نے ایک دفعہ خواب دیکھا عین جوانی کی حالت میں کہ ایک لشکر نے پڑاؤ ڈالا ہوا ہے۔ سپاہی ادھر ادھر پھر رہے ہیں اور یکیں کھڑا ایک طرف دیکھ رہا ہوں درمیان میں ایک بہت بڑا خیمہ نظر آتا ہے جس میں خوب روشنی ہے اور وہ روشنی چھن چھن کر خیمہ سے باہر آرہی ہے۔ اتنے میں میرے والد صاحب (یعنی حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب کے دادا جان) نظر آتے ہیں اور فرماتے ہیں تمہیں تلاش کر رہا تھا آؤ چلو میں تم کو خیمہ میں لے جاؤں جہاں حضرت رسول کریم (محمد مصطفیٰ) صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے میرا

ہاتھ پکڑا اور خیمے کی طرف چل دئے جب خیمے کا پردہ
ہٹا تو اس قدر روشنی تھی کہ آنکھیں چپکا چوند ہو گئیں
اور میری آنکھ کھل گئی۔

یہ خواب حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب نے میرے
والد صاحب مرحوم و مغفور کو بھی بتائی تھی۔ حضرت شاہ صاحب
فرمایا کرتے تھے کہ ہم بخاری سید ہیں کیونکہ ہم بخارا کی طرف سے
آئے تھے۔

(مکتوب مؤرخہ، ۱ جولائی ۱۹۸۲ء بنام مؤرخ احمدیت)



ایکے پر شوکتے پیشگوئے

”حمد کے گیت گائیں اور میں آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں کہ۔
یہ وہ آخری بڑے سے بڑا ابتلا ممکن ہو سکتا تھا جو آیا اور
جماعت بڑی کامیابی کے ساتھ اس امتحان سے گزر گئی اللہ تعالیٰ
کے فضلوں کا وارث بنتے ہوئے۔ اب آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ
خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا جماعت بلوغت
کے مقام پر پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں۔ اور کوئی دشمن آنکھ،
کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی
ہیکا نہیں کر سکے گی اور خلافت احمدیہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی
شان کے ساتھ نشوونما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ
اللہ تعالیٰ نے (حضرت اقدسؑ) سے وعدے فرمائے
ہیں کہ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔“
(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایده اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

کلام طاهر

(ایده اللہ تعالیٰ)

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایده اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

کا نہایت وجد آفریں اور پرمعارف نعتیہ کلام

قبل از منصب خلافت)

ظہورِ خیر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

اک رات مفسد کی وہ تیرہ و تار آئی

جو نور کی ہر شمع ظلمات پہ وار آئی

تاریکی پہ تاریکی، اندھیرے پہ اندھیرے

ابلیس نے کی اپنے لشکر کی صف آرائی

ہر سمت فساد اٹھا، عصیان میں ڈوب گئے

ایرانی و فارانی، رومی و بخارانی

اللہ رہا کوئی نہ کوئی پیام اُس کا

طاغوت کے بندوں نے ہتھیالیا نام اُس کا

تب عرشِ معلیٰ سے اک نور کا تخت اُترا

اک فوج فرشتوں کی ہمراہ سوار آئی

اک ساعتِ نورانی خورشید سے روشن تر

پہلو میں لئے جلوے بے حد و شمار آئی

کافور ہوا باطل، سب ظلم ہوئے زائل

اُس شمس نے دکھلائی جب شانِ خود آرائی

ابلیس ہوا غارت، چوپٹ ہوا کام اُس کا

توحید کی یورش نے دُر چھوڑا، نہ باہم اُس کا

وہ پاک محمد ہے سب کا حبیب آقا
 انوارِ رسالت ہیں جس کی چمن آرائی
 محبوبی و رعنائی کرتی ہیں طواف اُس کا
 قدموں پہ نثار اُس کی جمشیدئی و دارائی
 نبیوں نے سجاٹی ہے جو بزمِ مد و انجم
 واللہ اُسی کی ہے سب اُچس آرائی
 دِنِ رات درود اُس پر ہر آدمی غلام اُس کا
 پڑھتا ہے بصد منت جیتے ہوئے نام اُس کا
 آیا وہ غنی جس کو جو اپنی دُعا پہنچی
 ہم در کے فقیروں کے بھی بخت سنوار آئی
 ظاہر ہوا وہ جلوہ جو اُس نے نگہ پلٹی
 تو حُسنِ نظر اپنا سو چندر نکھار آئی
 اے چشمِ غزاں دیدہ کھل کھل کے سماں بدلا
 اے فطرتِ خواہیدہ اٹھ اٹھ کہ بہار آئی
 نبیوں کا امام آیا اللہ امام اُس کا
 سب تختوں سے اُنچا ہے تختِ عالی مقام اُس کا

اللہ کے آئینہ خانے سے شریعت کی

نکلی وہ دُہن، کر کے جو سولہ سنگھار آئی

اُترا وہ خدا طویرِ سینۂ محمد پر

موسیٰ کو نہ تھی جس کے دیدار کی یارائی

سب یادوں میں بہتر ہے وہ یاد کے کچھ لمحے

جو اُس کے تصور کے قدموں میں گزار آئی

وہ ماہ تمام اُس کا مہدی تھا غلام اُس کا

روتے ہوئے کرتا تھا وہ ذکرِ مدام اُس کا

دل اُس کی محبت میں ہر لحظہ تھا رام اُس کا

اخلاص میں کامل تھا وہ عاشقِ تام اُس کا

وہ مرزا غلام احمد جس کا، درو بام اُس کا

گھر اُس کا تھا، در اُس کا، زرا اُس کا تھا، دام اُس کا

یارِ بڑی جاہلیت کب لیتے ہیں نام اُس کا

کیوں آنکھ رہے تشنہ بھر دیجئے جام اُس کا

(”الفرقان“ نومبر، دسمبر ۱۹۷۶ء صفحہ ۶۵ تا ۶۷)

لے پڑھنے میں ”سینائے“ پڑھا جائے گا :

اے شاہِ مکی و مدنی سیدِ الوری

بزبانِ حضرتِ اقدس

اے شاہِ مکی و مدنی سیدِ الوری
 تجھ سا مجھے عزیز نہیں کوئی دوسرا
 تیرا غلام درہوں ترا ہی اسیرِ عشق
 تو ہی مرا حبیب ہے، محبوبِ کبریا
 تیرے جلو میں اُٹھ رہا ہے میرا ہر قدم
 چلتا ہوں خاکِ پا کو تری چومتا ہوں
 تو میرے دل کا نور ہے اے جانِ آرزو
 روشن تجھی سے آنکھ ہے اے نیرِ ہدیٰ
 ہیں جان و جسم، سو تری گلیوں پہ ہیں نثار
 اولاد ہے سو وہ ترے قدموں پہ ہے فدا

تُو وہ کہ میرے دِل سے جگر تک اُتر گیا

یہیں وہ کہ میرا کوئی نہیں ہے ترے سوا

اے میرے والے مصطفیٰ اے میرے محبتیٰ

اے کاش ہمیں سمجھتی نہ اُمّت جُدا جُدا

رَبِّ جلیل کی ترا دِلِ جلوہ گاہ ہے

سینہ ترا جمالِ الہی کا مُستقر

قبلہ بھی تُو ہے قبلہ نما بھی ترا وجود

شانِ خدا ہے تیری اداؤں میں جلوہ گر

نُور و لبشر کا فرق مٹاتی ہے تیری ذات

بعد از خُدا بزرگ تُوئی قصہ مختصر

تیرے حضور تہ ہے مرا زانوئے آدب

یہیں جانتا نہیں ہوں کوئی پیشوا دگر

تیرے وجود کی ہوں میں وہ شاخِ بانثر

جس پر ہر آن رکھتا ہے ربِّ الوہی نظر

لیکن صد حیف ایسے بھی ہیں بعض بد نصیب

جو تجھ سے میرے قُرب کی رکھتے نہیں خبر

مجھ سے عناد و بغض و عداوت ہے ان کا دین

اُن سے مجھے کلام نہیں لیکن اس قدر

اے وہ کہ مجھ سے رکھتا ہے پر خاش کا خیال

اے آں کہ سُوئے من بد ویدی بصد تبر

از باغباں تبرس کہ من شاخِ مَشرَم

بعد از خدا بعشقِ محمّدِ مُشرَم

گر کُفر ایں بود بخندِ اسحت کا فرم

آزاد تیرا فیض زمانے کی قید سے

بر سے ہے شرق و غرب پہ یکساں ترا کرم

تُو مشرقی نہ مغربی اے نورِ شش جہات

تیرا وطن عرب ہے نہ تیرا وطن عجم

تُو نے مجھے خرید لیا اک نگہ کے ساتھ

اَب تُو ہی تُو ہے تیرے سوا میں ہوں کالعدم

ہر لحظہ بڑھ رہا ہے مرا تجھ سے پیار دیکھ

سانسوں میں بس رہا ہے تیرا عشق دم بدم

میری ہر ایک راہ تری سمت ہے رواں

تیرے حضور اٹھ رہا ہے میرا ہر قدم

اے کاش مجھ میں قوتِ پرواز ہو تو نہیں

اُڑتے ہوئے بڑھوں، تری جانب موئے حرم

تیرا ہی فیض ہے جو متاعِ حیات ہے

ایں چشمہ رواں کہ بخلقِ حُدا دہم

یک قطرہ ز بحرِ کمالِ محمد است

جان و دِلِم فدائے جمالِ محمد است

خاکم نثار کو پیہ آلِ محمد است

(الفرقان، فروری ۱۹۷۶ء، صفحہ ۱۳، ۱۴)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت سید وُلِدِ اَدَم صلی اللہ علیہ وسلم
 سب نبیوں میں افضل و اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 نام محمد کام مکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 ہادی کمال رہبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
 آپ کے جلوہٴ محسن کے آگے شرم سے نور و ابھار
 مٹ گئے مہر و ماہ و انجم صلی اللہ علیہ وسلم
 اک جلوے میں آگ آگیا۔ بھردیا عالم کروئے روشن
 اُتر دھن پُور بچھپم صلی اللہ علیہ وسلم

اول و آخر شارع و خاتم
 صلی اللہ علیہ وسلم

ختم ہوئے جب کل نبیوں کے دَوْرِ نبوت کے افسانے
 بند ہوئے عرفان کے چشمے فیض کے ٹوٹ گئے پیمانے

تب آئے وہ ساتی کوثرِ مسرت مئے عرفانِ پیہر
 پیرِ مغاں بادۂ اطر۔ خم پر خم پر خم لندھانے
 گھر آئیں گھنگھور گھٹائیں جھوم اٹھیں غمور ہوائیں
 جھک گیا ابرِ رحمتِ باری۔ آپ حیاتِ نورِ برسانے
 کی سیراب بلندی بستی۔ زندہ ہو گئی بستی بستی
 مے نوشوں پر چھا گئی مستی۔ اک اک ظرف بھر ابر کھانے

بہہ نکلا عرفان کا قلزم
 صلی اللہ علیہ وسلم

چارہ گروں کے غم کا چارا۔ دُکھیوں کا امدادی آیا
 راہنما بے راہروں کا۔ رہبروں کا ہادی آیا
 عارف کو عرفان سکھائے۔ متقیوں کو راہ دکھائے
 جس کے گیت زبور نے گائے۔ وہ سرورِ منادی آیا
 وہ جس کی رحمت کے سائے یکساں ہر عالم پر چھائے
 وہ جس کو اللہ نے خود اپنی رحمت کی روادی آیا

صدیوں کے مُردوں کا محی صلی علیہ کیف یحی
فسق و فجور کی ظالم موت دلوانے آزادی آیا

شرفِ انسانی کا قیّم

صلی اللہ علیہ وسلم

شیریں بول۔ انفسِ مطہر۔ نیک نضال و پاک شمای
حائلِ فرقاں۔ عالم و عاقلِ علم و عمل دونوں میں کامل
جو اُس کی سرکار میں پہنچا۔ اُس کی یوں پلٹا دی کایا
جیسے کبھی بھی خام نہیں تھا۔ ماں نے جَنّا تھا گویا کامل
اُس کے فیضِ نگاہ سے وحشی۔ بن گئے حِلْم سکھانے والے
مُعطی بن گئے شہرہٗ عالم۔ اس عالی دربار کے سائل
نبیوں کا سرتاج۔ ابنائے آدم کا معراجِ محمّد
ایک ہی جست میں طے کر ڈالے وصلِ ف کے ہفت مراحل

رَبِّ عظیم کا بندہ اعظم

صلی اللہ علیہ وسلم

وہ احسان کا افسوں پھونکا موہ لیا دل اپنے عذرا
 کب دیکھا تھا پہلے کسی نے حسن کا پیکر اس خوبو کا
 نخوت کو ایتار میں بدلا۔ ہر نفرت کو پیار میں بدلا
 عاشق جاں نثار میں بدلا۔ پیاسا تھا جو خار ہو کا
 اُس کا ظہور ظہور خدا کا۔ دکھلایا یوں نور خدا کا
 بتکدہ ہائے لات و منات پہ طاری کر دیا عالم ہو کا
 توڑ دیا ظلمات کا گھیرا۔ دُور کیا ایک ایک اندھیرا
 جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً

گاڑ دیا توحید کا پرچم

صلی اللہ علیہ وسلم

(”عقیدت کے پھول“ صفحہ ۸۷ تا ۸۹)

مطبوعہ :- فنون پریس - ۳۵۔ رائل پارک - لاہور

ناشران :- جمال الدین انجم، غلام مرتضیٰ ظفر

